دورِ حاضر کے "مہذب لوگوں" نے اہل مغرب سے "ڈ" ہی سیکھا ہے۔ "ڈ" سے پھوٹنے والے نت نئے امراض کا بہت کچھ حل تلاش کیا ہے۔ اور مزید ریسرچ ہو رہی ہے۔ "ڈ" کے تلخ ثمرات کے توڑ کے لیے نئی میڈیسن مارکیٹ میں آ رہی ہے۔ ان دوائیوں کی مانگ ہونا ننگِ دین اور ننگِ وطن ہے۔ ان کی ریسرچ میں منہمک سائنسدانوں اور دوائیاں تیار کرنے والوں کو حکومت کی طرف سے ہر ممکن تعاون حاصل ہے۔ حقیقی "مسلم" سوسائٹی اس سے محفوظ ہے اور دینِ اسلام میں شراب پینے پر دردناک عذاب کی وعید اور ثابت ہونے پر دنیا میں سخت جسمانی سزا مقرر ہے۔

مغربی سوسائٹی میں رات کے پہلے پہر ہی اوباش اور آزاد منش لوگ مے خانوں کا رخ کرتے ہیں۔ ڈنر اور ڈرنک تو عام ہے، جبکہ بڑے کیفے میں نائٹ کلب بھی ہیں۔ جہاں حیا باختہ ڈانس بھی ہوتا ہے۔ یہ شراب کے پیک پینے کا نتیجہ ہے کہ آدھی رات کے بعد یہ مرد و زن غلیظ ذہن و جسم کے ساتھ نشے میں مست گھر پہنچتے ہیں۔ اس وقت ان کی حالت بڑی ابتر ہوتی ہے۔ بعض تو لباس سے بھی بے نیاز ہوتے ہیں۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿**يَاأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه**﴾[المائدہ ۹۰] "اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جُوا اور تھان اور پانسے کے تیر سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو۔" اگلی آیت کے آخری الفاظ ہیں: ﴿**فهل أنتم منتهون**﴾ "پس تم اب بھی رک جاؤ۔"

تاریخ فرانس شاہد ہے کہ فرانس کی تباہی کا باعث یہی "ڈ" تھا۔ جو ہر جگہ ان تین شکلوں میں جلوہ گر تھا۔ شراب ام الخبائث ہے۔ مغرب آج اس کا خمیازہ بھگت رہا ہے۔ وہاں خاندانی سسٹم اختتام پذیر ہے۔ بوڑھوں کے لیے Old Age Houses بنے ہوئے ہیں۔ ضرب المثل ہے۔ "ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی"

یہاں پر بادشاہ بابر کا ذکر کرنا چاہوں گا خاندان مغلیہ کا بانی "ظہیر الدین بابر" جس کا "تزک بابری" میں یہ شعر اب بھی "روشن خیالوں" میں مشہور و مقبول ہے۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست — یک یار غم گسار از بام پُر زَ مئے

وہ جنگ کنواہہ میں جب ہندو راجپوت رانا سانگا کے مقابلے پر آیا تو سب سے پہلے سجدہ ریز ہو کر رب کائنات کے حضور شراب سے سچی اور پکی توبہ کی تو اسی کی برکت سے فتح و کامرانی سے ہمکنار رہا۔

امام مالکؒ نے اسی لیے فرمایا تھا: "لن يصلح آخر هذه الأمة إلا بما صلح به أولها."

❁.....❁❁.....❁

اخوتِ اسلامی قسط:۱۵

صحابہ کرامؓ روئے زمین کا افضل طبقہ

عبدالرحیم روزی

تنقیص صحابہؓ کی روک تھام کے لیے اٹھائے گئے اقدامات:

اہل تشیع برادری کے اہل علم اور دانشور حضرات نے صحابہ کرامؓ کی تعریف ومنقبت بیان کی ہے یا کم از کم معتدل رویہ ضرور اختیار کیا ہے۔اور تنقیص واہانت کو روکنے کی غیر معمولی کوشش کی ہے۔علی سبیل المثال چند اقوال وکردار نذر قارئین ہیں:

{1} شاہ ایران نادر شاہ: اس بادشاہ کی سطوت وہیبت اور فتوحات وجہانبانی سے تمام خواندہ لوگ واقف ہیں۔یہاں تک کہ اسی کا ضرب المثل بن چکا ہے:''شامت اعمال ماصورت نادر گرفت'' موصوف کا سکہ نہ صرف ایران پر بلکہ ترکستان ،خوارزم، ہندوستان ،عراق اور افغانستان وغیرہ پر بھی چلتا تھا۔اور مسلکاً شیعہ اثنا عشریہ سے وابستہ تھا۔مگر تھا مسلمانوں کے مابین اصلاح اور صلح وصفائی کے لیے خواہاں اور متفکر۔شاہ صاحب کی زیر نگرانی ۲۵ شوال ۱۱۵۶ھ بمطابق ۱۷۴۳ء کو اردلان، افغانستان اور ماوراء النہر کے اہل سنت والجماعت کے علماء اور ایران ونجف اشرف کے علماء ومجتہدین روضہ امام علیؓ بن ابی طالب کے پیچھے ایک سائبان میں اکٹھے ہوئے۔اہل سنت اور اہل تشیع کے مابین تقریب کی کوشش کرنے والی اس ''نجف کانفرنس'' کی روشنی میں مجتہدین شیعہ نے خلفائے ثلاثہ کی امامت کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ دوسرے روز نادر شاہ کی موجودگی میں خطبہ جمعہ سے قبل جامع مسجد کوفہ میں ہزاروں نفوس کے سامنے اس مشترکہ اعلامیہ کا اعلان بھی کیا گیا۔یہ تاریخی واقعہ اس مہم جوئی کے معتمد، علامہ عراق الشیخ عبداللہ بن حسین عباسی سویدی متوفی ۱۱۷۰ھ کی زبان سنیئے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نادر شاہ کی مملکت میں ہمیشہ شیعہ سنی کا مذہبی اختلاف برپا رہتا،جس سے لوگ تنگ آچکے تھے۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ صحابہ کرام پر تبرا بازی کا سلسلہ بند کیا جائے۔چنانچہ نادر شاہ نے ایران ونجف کے ۷۰ شیعہ علماء ومجتہدین وقاضیان اور افغانستان وترکستان کے علماء وقاضیان کو جمع کیا اور مجھے تمام فریقوں کی طرف شاہ کا معتمد اور نمائندہ بنایا۔ہزاروں شرکاء کی موجودگی میں شیعہ مکتب فکر کی نمائندگی علامہ ملاّ باشی کررہے تھے۔بلکہ سینکڑوں شیعہ علماء میں سے انیس مشاہیر کے نام درج کیئے گیئے جن کا تعلق قم ،جام،اصفہان،سبزوار، شیراز،تبریز،مازندران،استرآباد اور کرمان وغیرہ سے تھا۔اور وہ تمام مفتی یا امام جامع مسجد یا قاضی تھے۔اسی طرح علمائے افغانستان وترکستان میں سے بھی سات سات علماء لیئے گیئے ۔اس کے بعد بحث ومباحثہ شروع ہوا۔اس میں ملاباشی صاحب

نے ایک اعتراض کے جواب میں برملا کہا:"رفعنا سب الشیخین" ایک اور اعتراض پر کہا:"الصحابة کلهم عدول رضی الله عنهم و رضوا عنه" کہ "ہم نے صحابہ پر سب وشتم کو واپس لے لیا اور ہم اعتراف کرتے ہیں کہ تمام صحابہ عدالت و دیانت سے متصف ہیں اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔" اس کے بعد اہل سنت کی طرف سے اٹھائی گئی کچھ اور شکایات کو قبول کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے ان امور کو آ جسے ترک کر دیا۔ اس طرح بخیر وخوبی پہلی مجلس برخاست ہوئی۔

دوسرے روز ۲۵ شوال کو پھر نشست منعقد ہوئی۔ اس روز عجم یعنی ایرانیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ اس بار گورنمنٹ کی طرف سے سات ہاتھ سے بھی لمبا ایک رجسٹر لایا گیا جو فارسی زبان میں لکھا گیا تھا۔ ملاباشی کے حکم پر مفتی الرکاب آقا حسین نے نادرشاہ کی ترجمانی کرتے ہوئے برسر عام اسے پڑھ کر سنایا کہ "اللہ تعالیٰ اپنی حکمت بالغہ کے تحت وقتاً فوقتاً رسول بھیجتے رہے، یہاں تک کہ سلسلہ ختم المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچا۔ آپ کی وفات پر تمام اصحاب نبی نے امت کے سب سے افضل، بہتر اور اعلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ پر متفق ہو کر بیعت کی۔ یہاں تک کہ حضرت امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بھی بلا جبر واکراہ اپنی مرضی سے بیعت کی۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لیے بیعت وخلافت حاصل ہوگئی۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اٹل حجت وبرہان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی بایں الفاظ مدح کی ہے: ﴿والسابقون الأولون من المهاجرين والأنصار﴾ [التوبة ۱۰۰] اور فرمایا: ﴿لقد رضی الله عن المؤمنين إذ يبايعونک تحت الشجرة﴾ [الفتح ۱۸] اس وقت ان کی تعداد سات صد تھی۔ سب کے سب نے صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کا بار گراں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ڈالا، تمام اصحاب کرام بشمول علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی، پھر ان کے بعد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر رائے متفق ہوئی، پھر ان کی شہادت کا واقعہ رونما ہوا۔ انہوں نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ لہٰذا کچھ عرصہ خلافت کا معاملہ بکھرا رہا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اجتماع ہوا......

یہ چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ایک دور میں تھے۔ ان کے مابین کسی قسم کا تنازعہ یا اختلاف رونما نہ ہوا؛ بلکہ ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا اور مدح وثنا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ کی بابت سوال ہوا تو برملا فرمایا:"هما إمامان عادلان قاسطان، کانا علی حق وماتا عليه، وإن ابابکر لما ولي الخلافة قال: أتبايعونني وفيكم علي بن ابی طالب؟"" یہ دونوں عادل امام تھے، دونوں حق پر تھے اور اسی پر انتقال ہوا، ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوا تو فرمایا لوگو تم میری بیعت کرتے ہو، حالانکہ تم میں علی بن ابی طالب موجود ہیں؟!"

لہٰذا اے ایرانیو! جان لو کہ ان کی فضیلت وخلافت اسی ترتیب سے ہے، جو کوئی ان کے لیے سبّ وتنقیص کرے گا اس کا مال، اولاد، اہل وعیال اور اس کا خون شاہ کے لیے حلال ہوگا اور اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت اس نا ہنجار پر ہوگی۔

میری بیعت کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب وشتم ختم کرنے کا جو وعدہ میں نے صحرائے مغان میں ۱۱۴۸ھ کو کیا تھا، اب اس پر عملدرامد کر رہا ہوں، اب کوئی کسی صحابی کو گالی دے گا میں اسے ہلاک کر ڈالوں گا، اس کے اہل وعیال کو قیدی بنالوں گا اور اس کے مال کو ضبط کروں گا۔ شاہ اسماعیل صفوی کے دور ۸۵۷ھ یعنی تین صدیوں سے رائج اس رسم بد اور بدعت قبیحہ کو سرے سے بند کروں گا، اس سے قبل ایران اور اس کے نواح واطراف میں کہیں بھی ایسا عمل نہ تھا۔''

اس کے بعد ایرانیوں، اہل نجف، کربلاء اور خوارزم کی زبان میں یہ اقرار درج کیا گیا تھا کہ ''ہم نے سب وشتم ختم کرنے کے میثاق کو قبول کیا اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت وخلافت رقعہ میں موجود ترتیب کے عین مطابق ہے۔ ہم میں سے جو کوئی گالی دے اور خلاف میثاق کوئی بات کرے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اور ہم پر جناب نادر شاہ کا غضب نازل ہو۔ ہمارے مال، خون اور اولاد اس کے لیے جائز ہوئے۔'' اس کے بعد انہوں نے اپنے اپنے ناموں کے نیچے انگوٹھے لگائے۔

اس کے بعد کا مضمون افغانیوں کی ترجمانی کرتا تھا کہ جب ایرانی حسب معاہدہ پابند رہیں گے اور ان سے کوئی خلاف ورزی سرزد نہ ہوگی تو وہ بھی اسلامی فرقوں میں شمار ہوں گے۔ ان کو وہی حقوق ملیں گے جو کسی بھی مسلمان کو ملتے ہیں اور ان پر وہی کچھ لاگو ہوگا جو کسی مسلمان پر لاگو ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے انگوٹھا ثبت کیا۔ اس کے بعد خود معتمد سویدی کا انگوٹھا اور گواہی ثبت ہوئی۔

اس موقع پر تمام مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اہل سنت والجماعت اس بے مثال اتفاق واتحاد پر جشن منانے لگے۔ اس موقع پر شاہ صاحب نے اللہ تعالیٰ کی اس بے پایاں توفیق پر شکر ادا کیا۔

تیسرے روز جمعہ کے دن جامع کوفہ میں پانچ ہزار سامعین کے روبرو اور علمائے ایران کے سامنے ملاّ باشی کے حکم پر کربلائی صاحب نے منبر پر چڑھ کر حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد کہا: ''وعلى الخليفةِ الأول من بعده على التحقيق ابى بكر الصديق رضی اللہ عنہ وعلى الخليفة الثانى الناطق بالصدق والصواب سيدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وعلى الخليفة الثالث جامع القرآن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وعلى الخليفة الرابع ليث بنى غالب سيدنا على بن

ابی طالب وعلی ولدیه الحسن والحسین وعلی باقی الصحابة والقرابة رضوان الله تعالٰی علیهم أجمعین......"

اس کے بعد کربلائی نے امامت کرائی وہ دونوں ہاتھ چھوڑے اور باقی تمام اہل سنت علماء وعوام ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔اس طرح نہایت ہی خوش اسلوبی، برادرانہ ماحول اور حد درجہ عزت واحترام کے سماں میں یہ مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔[الخطوط العریضة]

{2} متحدہ علماء بورڈ کا تاریخ ساز فیصلہ: وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کی بھرپور کاوشوں اور ہدایات کے مطابق فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمے کے لیے وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف نے "متحدہ علماء بورڈ" تشکیل دیا۔اس میں شریک مختلف مسالک کے جید علماء نے صوبائی وزیر اوقاف صاحبزادہ فضل کریم کی قیادت میں وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف سے ملاقات کی۔اور انہوں نے جناب موصوف سے مسلمانوں کے درمیان مذہبی منافرت پھیلانے والے افراد کو قرار واقعی سزا دینے کے لیے قانون بنانے کی سفارش کی۔

اجلاس کے شرکاء نے جس میں اہل سنت اور اہل تشیع دونوں مکاتب فکر کے مقتدر علمائے کرام شامل تھے، سفارش کی کہ "صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین، امہات المؤمنین، اہل بیت اور ائمہ اطہار کی براہ راست، یا بالواسطہ اہانت کرنے والے یا کسی مسلمان فرد یا اسلامی مسلک کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے یا نعرہ لگانے والے شخص کو چودہ سال قید بامشقت یا جرمانہ یا دونوں طرح کی سزا کا مستوجب قرار دینے کے لیے قانون سازی کی جائے۔متحدہ علماء بورڈ کے اس فیصلے سے نہ صرف پُر امن اور متحد معاشرے کے لیے راہ ہموار ہوگی؛ بلکہ یہ تاریخی فیصلہ فرقہ واریت کے بڑھتے ہوئے خوفناک رجحان کے خاتمے کے لیے سنگ میل ثابت ہوگا۔ (حکومت پنجاب) [روزنامہ نوائے وقت ۱۶ جون ۱۹۹۹ء]

روزنامہ نوائے وقت ۳ جولائی ۲۰۰۹ء کی ایک جلی سرخی ہے کہ" کیم جولائی ۲۰۰۹ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب محمد شہباز شریف کی صدارت میں مختلف مکاتب فکر کے جید علمائے کرام کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا، جس میں ملک کی موجودہ صورتحال پر تفصیلی غور وخوض ہوا۔حالات کا جائزہ لینے کے بعد اتفاق رائے سے درج ذیل گیارہ نکاتی" مشترکہ اعلامیہ" جاری کیا گیا۔موضوع سے متعلقہ نکات یہ ہیں:

(۱) نبی اکرم ﷺ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص خلفائے راشدین اور امہات المؤمنین رضوان الله علیهم اجمعین کا ادب واحترام، تعظیم وتکریم پوری امتِ مسلمہ پر واجب ہے۔اور ایسا کوئی قول وعمل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ

تنقیص واہانت کا پہلو نکلتا ہو، حرام ہے۔

(۲) حب اہل بیت وائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اساس ایمان اور رسول اکرم ﷺ کی محبت کا جزو لاینفک ہے۔ ان ذواتِ مقدسہ کا ادب واحترام واجب ہے۔ اہل بیت نبوی سے بغض وعناد رکھنے والا ایمان سے محروم اور خارج از اسلام ہے۔ ہر ایسا قول، فعل جس سے ان کی بالواسطہ یا بلاواسطہ تنقیص واہانت کا پہلو نکلتا ہو صریحاً ضلالت ہے۔

(۳) جملہ محدثین، ائمہ مجتہدین امت، اولیائے کرام، صلحائے عظام اور بزرگانِ دین جن کی مساعی جمیلہ کے توسط سے ایمان ہم تک پہنچا ہے۔ ان کا ادب واحترام واجب ہے۔

اسمائے گرامی شریک علمائے کرام:

مولانا حنیف جالندھری	مولانا امجد خان	سید محمد صفدر شاہ	مولانا فضل الرحیم
مولانا زاہد الراشدی	مولانا غلام محمد سیالوی	پیر محمد افضل قادری	محمود حسین شیخ ہاشمی
سید محفوظ مشہدی	مولانا محمد شریف رضوی	مولانا رشید میاں	مولانا عبدالرؤف ربانی

{3} ایران میں درجنوں سرکردہ شیعہ علماء نے مختلف مواقع پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام ﷺ اور ازواج مطہرات امہات المؤمنین خصوصاً حضرت عائشہ رضي الله عنها پر تبرّا کرنے کی مذمت کی۔ لیکن اسلامی جمہوریہ ایران کے دینی رہنما آیت اللہ علی خامنائی کا ۳ اکتوبر ۲۰۱۰ کو دیا ہوا فتویٰ اس بارے میں نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کا مختصر پس منظر یہ ہے کہ کویت کے ایک شیعہ سابق فوجی آفیسر شیخ یاسر الحبیب نے ایک اجتماع میں حضرت عائشہ رضي الله عنها کے خلاف نازیبا کلمات کہے اور فحش الزامات لگائے۔ اس کے نتیجے میں کویت میں سیاسی ومذہبی کشیدگی پیدا ہوگئی۔ کابینہ نے اس کی شہریت ختم کردی۔ چنانچہ سعودی عرب کے صوبہ الأحساء کے شیعہ علماء اور اہل دانش نے اپنے ایک اجتماع کے بعد ایران کے رہنمائے اعلیٰ سے تحریری طور پر استفتاء کیا کہ سرگرم شیعہ یاسر الحبیب نے زوجہ رسول اللہ ﷺ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضي الله عنها پر بیہودہ اور اشتعال انگیز الفاظ میں جو تبرّا کیا ہے، اس پر اپنی رائے دیں۔ استفتاء کا متن یہ ہے کہ:

سوال: "بسم اللہ الرحمن الرحیم آیت اللہ العظمیٰ علی خامنائی الحسینی مدظلہ۔ اللہ کی رحمتیں اور عنایات آپ پر ہوں۔ مسلم امہ ایک بحران سے دوچار ہے، جس میں اسلامی فرقوں کے پیروکاروں کے مابین اشتعال انگیزی کو ہوا دی جارہی ہے اور مسلمانوں میں اتحاد کی ضرورت کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ اس طرح نازک اور اہم مسائل کے سلسلے میں مسلمانوں کے

درمیان اشتعال پھیلانے اور اتحاد بین المسلمین کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نیز یہ فسلطین، لبنان، عراق، ترکی، ایران اور دیگر اسلامی ممالک میں مسلم امہ کی حاصل کردہ کامیابیوں کو ملیامیٹ کرنے کی سعی بھی ہوسکتی ہے۔ دراصل اس انتہا پسندانہ طرزِ عمل کا ایک مقصد قابل احترام سلفی مسلک کی محترم شخصیتوں اور شعارات کی توہین ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں آپ کی رائے مطلوب ہے کہ جو کچھ میڈیا، سٹلائٹ اور انٹرنیٹ پر بعض اہل تشیع کی طرف سے کہا جارہا ہے اس کی کیا حیثیت ہے؟ ہمارا مطلب ہے کہ نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضي الله عنها کی کھلی توہین، ان پر تبرّا کرنے اور نبی کریم ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات امہات المؤمنین پر الزام لگاتے سے ان کی عزت واحترام میں کیا فرق آتا ہے؟ ہمیں امید ہے کہ آپ براہ کرم اس مسئلے کی شرعی حیثیت واضح کردیں گے...... اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے۔

(دستخط علماء شرکاء اجتماع الأحساء۔ تاریخ ۱۵ اگست ۲۰۱۰ء)

جواب: "بسم الله الرحمن الرحيم آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں! ہم سنی بھائیوں کے شعارات کی توہین کرنے اور نبی ﷺ کی زوجہ پر الزام لگانے کو حرام سمجھتے ہیں، جس سے ان کی عزت اور آبرو پر حرف آتا ہو۔ مزید برآں انبیائے کرام علیهم السلام بالخصوص سید الانبیاء نبی اعظم ﷺ کی کسی زوجہ کی توہین کرنا حرام ہے۔"

مذکورہ فتویٰ پر بہت سے علمائے اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع نے اطمینان کا اظہار کیا۔ شیخ الازہر ڈاکٹر احمد الطیب، اردن کے اخوان لیڈر حمام سعید، وزیراعظم کویت شیخ ناصر محمد الاحمد الجابر الصباح کی صدارت میں منعقدہ مجلس، جماعت اسلامی ہند کے امیر معروف عالم دین سید جمال الدین عمر، جمعیت علمائے ہند کے سیکرٹری مولانا عبدالحمید نعمانی، لبنان کے سنی علماء بورڈ کے سربراہ شیک ماہر مزبر، بیت المقدس کے امام شیخ مہر محمود، قاہرہ یونیورسٹی میں شرقی علوم کے پروفیسر حمادو غیرہ اکابرین اور شخصیات نے اس فتویٰ کو خوب سراہا اور اسے اتحاد بین المسلمین کے لیے سنگ میل قرار دیا۔

عربی زبان کے متعدد روزناموں الحیات، الوطن، الشرق، الرأی العام، عرب ٹائمز وغیرہ نے اس فتوے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور تحسین پیش کی۔ اور اسے جرأتمندانہ اقدام قرار دیا۔

لبنان کی شیعہ تنظیم جماعت علمائے مسلمین کے ترجمان شیخ عمرو نے سراہتے ہوئے کہا کہ جو اختلافات ابھارے جارہے ہیں، ان کا شیعہ اعتقادات اور دینی اصولوں سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ انقلاب اسلامی کے رہبر کا فتویٰ ایک اہم فقہی مسئلہ ہے۔ اس اعتبار سے تمام اہل تشیع خواہ وہ امام خامنائی کے مقلد نہ ہوں اس پر عمل کے پابند ہوجاتے ہیں۔

یاسر الحبیب مردود کی حضرت عائشہ رضي الله عنها اور صحابہ کرام ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی پر نہ صرف کویت کے شیعوں کی